ماخوذ: الرائد الہند، ۲۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ آخری قسط

یوگینڈا میں اسلام اور مسلمان

اندرونی و بیرونی چیلنجوں کے آئینے میں

از ـــــ کلیم صفات اصلاحی

۱۸۸۴ء میں موتیسا اول کے بعد جب موانفا وارث ہوا تو باپ کے نقش قدم پر چلنے کے بجائے اس نے عیسائیوں کی مصاحبت اور عیسائیت کیطرف میلان کو ترجیح دیا۔ یہ بات بھی صحیح ہے کہ پروٹسٹانٹین وفود کو یوگینڈا میں داخل ہونے کی اجازت اس کے باپ ہی نے اپنے عہد حکومت میں دے رکھی تھی۔ پھر ۱۸۷۹ء میں کیتھولکس کو اجازت ملی۔ اس کے بعد موانفا کا دور تو اسکی اسلام اور مسلم دشمنی سے پُر اور عیسائیوں اور کیتھولکس کے تعاون سے مملو ہے۔

۱۸۸۰ء میں کیتھولک اور پروٹسٹانٹین نے متحد ہو کر مسلمانوں کے خلاف صف آرائی کی جس میں مسلمانوں کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ اس کے بعد مذکورہ دونوں طاقتوں کے عزائم بلند ہوتے گئے اور انہوں نے یوگینڈا کے پڑوسی ملک یونیورو پر جابرانہ و قاہرانہ چڑھائی کی۔ اور موانفا کی طرف سے ان کے خلاف کوئی تحریک نہیں ہوئی۔ ۱۸۹۱ء میں عیسائیوں نے یونیورو میں داخل ہو کر مسلمان پر چیرہ دستی کر کے ان کا قتل عام کیا۔ پھر بھی موانفا نے ان کے خلاف کچھ نہیں کیا۔ پھر اس کے بعد ۱۸۹۴ء میں اس کا لڑکا داؤد شوا بر سر اقتدار ہوا۔ ۱۹۳۹ء تک اس کی حکومت رہی۔ پھر اس کے لڑکے ایڈوارڈ فریڈریک کا قبضہ ہوا۔ اس کے سریر آرائے سلطنت ہونے کے بعد سے ملکی خانہ جنگیوں کا آغاز ہو گیا۔ اس کے بعد برطانیہ سے خود مختاری کا مطالبہ عمل میں آیا۔ ۱۹۵۲ء میں شاہ موتیسا ثانی (ایڈوگارڈ فریڈریک) نے برطانیہ سے ذاتی حکومت کا مطالبہ کیا تو

برطانیہ نے منظوری دیدی۔ اور اسی سال عام انتخابات بھی ہوئے۔ جس میں مؤتمر الشعب الاوغندی کے قائد ڈاکٹر ملتون ابوتی کو کامیابی ملی اور خودمختاری کے بعد یہ یوگینڈا کے پہلے لیڈر کی حیثیت سے نمایاں ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں شاہ موتیسا ثانی سے اختلاف کی بناء پر اس نے ان کی گرفتاری کے لئے اپنے خاص آدمی مقرر کئے۔ چنانچہ وہ بھاگ کر برطانیہ میں پناہ گزیں ہوئے اور بقیہ ایام زندگی وہیں گذار کر ۱۹۶۹ء میں انتقال کرگئے۔ اس کے بعد ۱۹۷۱ء میں فوجی انقلاب رونما ہوا۔

یوگینڈا میں اسلام پہونچنے کے بعد سے ہی وہاں اسلامی تہذیب وثقافت کی نشرواشاعت کا آغاز ہوچکا تھا۔ بایں طور کہ وہاں مساجد ومدارس کا قیام عمل میں آیا۔ ان سے اسلامی معاشرہ میں فعال اور سرگرم رکن بن کر نکلنا شروع ہوئے، تاہم یہ تہذیب وثقافت ان اصولوں سے مربوط تھی جنھیں یوگینڈا میں پہلے آنے والے مسلمان لیکر آئے تھے اور جس طرح کے عقائد وافکار کے حامل یہ لوگ تھے۔ اسی طرح کے اعتقادی اثرات آئندہ نسلوں پر بھی مرتب ہوئے۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ اسلامی کلچر کی نشرواشاعت میں خوشگوار اضافہ عربی زبان کے سیکھنے، پڑھنے اور بولنے کے ذریعہ ہوا۔ کیونکہ عربی زبان ہی اسلام کے بنیادی عقائد وتصورات، دینی علوم ومعارف، اور شعائر وعبادات کے اخذ وستنباط کا اصل ماخذ ہے۔

علم فقہ کی تحصیل انہوں نے مسلک شافعی کی ان بعض مختصر کتابوں سے کی جو انہیں تجارتی وفود کے ذریعہ آسانی سے دستیاب ہوسکیں۔ مثال کے طور پر سفینۃ النجاۃ، ارشاد المسلمین، الغایۃ والتقریب النفیس، مبادی الفقھیہ، عمدۃ الممالک وعدۃ الناسک، وغیرہ اہم فقہی مسائل میں بھی انہوں نے واعظین ومبلغین کے مواعظ پر اعتماد کیا اور اس سے انہوں نے یوگینڈا میں اسلامی تہذیب وثقافت کا بنیادی پتھر رکھنے کی کوشش کی۔

غرض اسلامی تہذیب وثقافت کو ہر دور میں متعدد چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جن کا احاطہ دو قسموں میں کیا جاسکتا ہے۔

پہلا اندرونی چیلنج　　　　دوسرا خارجی (بیرونی) چیلنج

اندرونی چیلنج

اس سے مراد خود مسلمانوں کی مخالفتیں ہیں۔ جس کے حقیقی ذمہ دار علماء ہیں۔ باوجودیکہ پروگینڈا میں اشاعت اسلام کے سلسلے میں ان کی کوششیں لائق تحسین اور ان کی سرگرمیاں نہایت اہم ہیں تاہم اس سلسلے میں انہوں نے بعض ایسی خطرناک اور بدعقیدگیوں کی حامل کتابوں کا سہارا لیا ہے جو بدعات وخرافات اور غلط اور اسلام سے منافی عقائد سے بھری پڑی تھیں، اور جنہیں بعد کے علماء نے مصادر ومراجع کی حیثیت دیدی۔ اس سے دلچسپ تاہم حیرت انگیز بات یہ ہے کہ قرآن وسنت کے عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے ان کے دل میں یہ غلط عقیدہ جاگزیں ہو گیا کہ وہ تمام کتابیں جو عربی زبان میں ہیں مصدر اصلی کی حیثیت رکھتی ہیں جس طرح سے قرآن ہمارے بنیادی علوم وعقائد کے اخذ وانبساط کا ذریعہ ہے، یہ کتابیں بھی اسی توقیر واحترام کی حامل ہیں۔ بعد میں یہی کتابیں اپنے مباحث وبنیادی موضوعات کی بناء پر وہاں کے مسلمانوں کے اعتقادات کے سلسلے میں چیلنج کی صورت اختیار کر گئیں۔ ان کتابوں میں حضور پاک ﷺ کی شخصیت میں غلو اور تعریف وتوصیف میں حد سے تجاوز کیا گیا ہے۔ مثلاً برزنجی کی کتاب المولد اسی طرح کے مزخرفات اور بدعات کا نمونہ ہے۔ تاہم اس کے باوجود یہ کتاب وہاں کے لوگوں میں کافی مقبول ہے۔ ان کے نزدیک اس کتاب کی اہمیت وحسن قبول کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے ابواب وہاں کی اسلامی تقریبات ومجالس میں خاص طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ اور ہر مسلمان اس کو نہایت دلچسپی سے سنتا اور اس پر کان دھرتا ہے یہاں تک کہ اس کے نام وموضوعات سے ناآشنا شخص بھی اس کے احترام وتقدس کا اعتراف کر بیٹھتا ہے۔

اسی طرح کی ایک کتاب، کتاب البردہ للبوصیری ہے۔ یہ کتاب بھی حضور پاک ﷺ کی سراپا شخصیت کی تعریف وتوصیف میں غلط، بے بنیاد اور فرسودہ عقائد پر مبنی ہے۔ اس کے بعض موضوعات تو شرک باللہ کے حد تک پہونچا دیتے ہیں۔ تاہم بعض مسلمان اس کو زبانی یاد بھی کرتے ہیں۔ نیز ہر جمعہ کی شب اور پھر رمضان بھر اس کا درس ہوتا ہے۔

علم شعبدہ اور نجوم

کتاب الاباحاد میں علم نجوم اور شمس المعارف میں سحر کی تعلیمات بتفصیل مذکور ہیں۔ یہ دونوں ہی کتابیں گمراہ کن عقائد و کفر و شرک سے زیادہ قریب ہیں۔ موخر الذکر کتاب کے آخر میں کچھ ایسے اشارے بھی پائے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جن اور شیاطین کو خدا اور اس کے رسول کے بالمقابل زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

ایسے نامساعد حالات میں اسلامی تہذیب و ثقافت کا اصل چہرہ مسخ ہونا لازمی ہے۔ نیز اس طرح کے ماحول میں اسلامی تشخص کی بقاء کا تصور کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ یوگینڈا میں اسلام کے بنیادی اور صحیح عقائد و افکار کا فقدان اور حقیقت سے چشم پوشی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

بیرونی چیلنج

مذہب اور اسلام کی تہذیب و ثقافت کو خارجی نقصان غیر اسلامی سرگرمیوں اور اسلام دشمن تحریکات کی طرف سے لاحق ہے۔ جو پورے ملک میں اعلیٰ پیمانے پر اسلامی تحفظات وروایات کو پامال کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اور جن کی پشت پر حکومت برطانیہ کا ہاتھ ہے۔ یوگینڈا پر ۱۸۹۴ء کے قبضہ کے بعد ہی سے برطانیہ وہاں کے اسلامی آثار و نقوش کو مسخ کرنے اور اس کی بیخ کنی کے لئے کوشاں ہے اور یہ کام حکومت برطانیہ دو طریقوں سے انجام دے رہی ہے۔

۱۔ عیسائی مشنریاں اس کی مقصد براری کے لئے معین ہیں۔ جو یوگینڈا کے مسلمان کو مذہب اسلام سے پھیرنے اور اس سے بیزار کرنے میں سرگرم ہیں۔

۲۔ دوسرے اسلام کو قادیانیت، اسماعیلیت اور بہائیت سے بھی کافی خطرہ ہے۔

●●●